علوم حدیث ، آغاز اور تدریجی ارتقاء

مولانا سرفراز خان

متخصص فی الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

تفسیر قرآن، فہم حدیث نبوی اور فقہ احکام کے لیے مصطلحات حدیث اور علوم حدیث کا سمجھنا ضروری ہے، موضوعات بالا میں علوم حدیث پر عبور رکھے بغیر چلنا دشوار ہے۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی، رسول ﷺ نے اس اجمال کی تفصیل فرمائی ہے اور مبہم کو واضح کیا ہے، اس بارے میں جو احادیث نبویہ وارد ہیں، ان کی نوعیتیں مختلف ہیں، اس لیے تفسیر سے متعلق وارد روایات کی فنی حیثیت کو جاننا ضروری ٹھہرا، جب روایات کے فنی مقام کا علم ہو جائے، تو اس کے بعد ہی تفسیر و توضیح کے لیے ان کا انتخاب کیا جائے گا۔

اسی طرح احکامات کے استنباط و استخراج کا موضوع ہے، آیات قرآنیہ کی طرح احادیث نبویہ میں بھی احکامات و آداب مذکور ہیں، ان کا استخراج کرنے سے پہلے روایات کی فنی حیثیت کے بارے میں اطمینان کر لینا ضروری ہے۔

باقی رہی حدیث نبوی کی بات، سو اس کے لیے مصطلحات و رجال کے فنون کا ضروری ہونا محتاج بیان نہیں، کہ ان علوم وفنون کی وجہ تدوین ہی حدیث نبوی ہے۔

احادیث نبویہ کے متون کی طرح اسانید کی بحثیں بھی جب علمی دنیا میں عام ہوئیں، ان کا چرچا شروع ہوا، اور زیادہ انتشار و پھیلاؤ کے باعث دو مختلف چیزوں میں فرق کرنا دشوار ہوتا گیا، تو مصطلحات حدیث پر نظر رکھنے والے لوگوں نے آسانی کی راہ اپناتے ہوئے علوم حدیث کی تقسیم کی۔

علوم حدیث کی قسمیں:

اسانید و متون، اور ان سے متعلق ذیلی علوم وفنون کی بر بنائے قربت و مناسبت دو قسمیں بن جاتی ہیں۔

ا۔ روایت حدیث، ۲۔ درایت حدیث۔

روایت حدیث کی تعریف:

علامہ سیوطیؒ (التوفی ۹۱۱ھ) نے لکھا ہے۔

”علم یشتمل علی نقل أقوال النبی ﷺ ، وأفعاله ، وروایتها ، وضبطها ، وتحریر الفاظها“. (۱)

روایت حدیث اس علم کا نام ہے۔ جس میں جناب رسول ﷺ کے ارشادات واعمال کو نقل کیا جاتا ہے، اس کی روایت کی جاتی ہے، اور

اسے یاد کیا جاتا ہے۔الفاظ حدیث کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

درایتِ حدیث کی تعریف:

تدریب الراوی میں علامہ سیوطیؒ (المتوفی ۹۱۱ھ)۔
نے یوں تعریف لکھی ہے۔

" علم یعرف منه حقیقةالروایة ، وشروطها، وأنواعها، وأحکامها، وحال الرواة ، وشروطهم ، وأصناف المرویات ، وما یتعلق بها " . (۲)

درایت حدیث اس علم کا نام ہے، جس کے ذریعہ روایت کی حقیقت ،اس کی شرائط ،قسموں اور درجات واحکام کا پتہ چلتا ہے،راویان کی حیثیت اورلوازمات کا،اسی طرح مرویات کی نوعیتوں کا اوراس جیسی دوسری باتوں کا علم ہوجاتا ہے۔

جرح وتعدیل قرآن مجید کی روشنی میں:

حفاظت حدیث کے لیے جن علوم وفنون کی تدوین ہوئی وہ بنیادی طور پر راویان حدیث کی خوبیوں اورعیوب سے بحث کرنے اورفرق وامتیاز کرنے سے عبارت ہیں،قرآن مجیداور احادیث نبویہ میں دینی وشرعی مقاصد کے لیے،اسی طرح حقوق العباد سے متعلق امور کی انجام دہی کے لیے عیوب اورکوتاہیوں کی معلومات اور چھان بین کرنے کی نہ صرف اجازت دی گئی ہے، بلکہ اس کاحکم بھی فرمایا گیا ہے۔
چنانچہ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد مبارک ہے:

" یا أیهاالذین امنو اان جاء کم فاسق بنبأ فتبینو ا " .

’’ اے ایمان والو!اگرکوئی شریر آدمی تمھارے پاس کوئی خبر لادے تو خوب تحقیق کرلیا کرو ‘‘ (۳)۔

چنانچہ امام مسلمؒ (المتوفی ۲٦۱ھ) اپنی مشہور کتاب ’’الجامع الصحیح ‘‘ کے مقدمہ میں اس آیت مبارکہ سے جرح وتعدیل کا استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" واعلم !وفقک الله تعالیٰ .أن الواجب علی کل أحد عرف التمییز بین صحیح الروایات وسقیمها، وثقات الناقلین لها من المتهمین ، أن لا یروی منها الا ما عرف صحة مخارجه ، والستارة فی نا قلیه ، وأن یتقی منها ما کان منها عن أهل التهم ، والمعاندین من أهل البدع "

" والدلیل علی أن الذی قلنامن هذا هواللازم دون ما خالفه ، قول الله جل ذکره " :

" یاأیهاالذین امنوا إن جاء کم فاسق بنبأ فتبینوا " . (۴)

جوشخص صحیح وسقیم روایات میں تمیز کرنے کی صلاحیت رکھتاہو،اور ثقہ راویان اور متہم راویان میں فرق کرسکتاہو،اس پر لازم ہے کہ مجموعہ

روایات میں سے صرف وہ احادیث نقل کرے جس کی صحت مخارج واسانید پر اس کو اطمینان ہو، اور اس کے نقل کرنے والے محفوظ ومحتاط لوگ ہوں۔ اُن روایات کو نقل کرنے سے اجتناب کرے جو متہم اور عناد رکھنے والے بدعتیوں کے واسطہ سے منقول ہوں، اور یہ جو ہم نے احتیاط واجتناب کی بات کی اس کی دلیل اللہ جل شانہ' کا یہ ارشاد ہے: ۔

" یاأیهاالذین امنو ا اِ ن جاء کم فاسق بنبأ فتبینو ا " .

(اے ایمان والو! اگر کوئی شریر آدمی تمھارے پاس کوئی خبر لا دے تو خوب تحقیق کرلیا کرو) (۵)

اسی طرح عبداللہ بن عدیؒ (المتوفی ۳۶۵ھ) نے بھی اپنی مایہ ناز کتاب "الکامل فی ضعفاء الرجال " کے مقدمہ میں لکھا ہے:

" فکما أوجب الله علینا طاعته، أوجب علینا الاقتداء به ، واتباع آثاره ، ونقل روایة أخباره ، لعزُ فان صحیحهامن سقیمها، وقویهامن ضعیفها، والله .عزوجل .

یقول :إن جاء کم فاسق بنبأ فتبینوا" . (۶)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنی طاعت فرض کی ہے، ایسا ہی ہم پر رسول ﷺ کی اقتدار کرنا، ان کے نقش وقدم پر چلنا، اوران کے اقوال واعمال کو اصل ہیئت کیساتھ روایت کرنے کو واجب قرار دیا ہے۔

چنانچہ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتے ہیں:

"اِن جاء کم فاسق بنبأ فتبینوا۔ "

(اگر کوئی شریر آدمی تمھارے پاس کوئی خبر لا دے تو خوب تحقیق کرلیا کرو)۔

جرح وتعدیل سیرت نبویہ کی روشنی میں:

روایت حدیث کے معاملہ میں کذب بیانی پر واشگاف الفاظ میں تنبیہ کرنے والی متواتر ومشہور روایات ہیں، جن سے نقد حدیثی کے لیے اصولی منہج کی بنیادی راہ ملتی ہے اس سے ہٹ کر بھی خود جناب رسول ﷺ کی سیرت وارشادات میں بھی جرح وتعدیل کے واضح عملی، تطبیقی نمونے پائے جاتے ہیں۔

چنانچہ امیر المومنین فی الحدیث امام بخاریؒ (المتوفی ۲۵۶ھ) نے اپنی کتاب "الجامع الصحیح " میں امیر المومنین حضرت عائشہؓ کی زبانی ایک واقعہ بیان کیا ہے، جس کے تئیں ضرورت کے وقت جرح کرنے کا ثبوت ملتا ہے روایت یوں ہے۔

" حدثنا صدقة بن الفضل ، قال :أخبرنا ابن عیینة ،قال:سمعت ابن المنکدر سمع عروة بن الزبیر ،أن عائشةؓ أخبرته، استأذن رجل علی النبی ﷺ ، فقال :ائذنوا له ، بئس أخو العشیرةأو ابن العشیر ة ، فلمادخل ألان له الکلام ،قلت :یارسول ﷺ اقلت الذی قلت له ، ثم ألنت له الکلام ، قال :أی عائشه اِن أشر الناس من تر که الناس أو ودعه الناس اتقاء فحشه " .

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنے بھانجے عروہ بن زبیر سے واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں، کہ ایک شخص نے رسول ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی، آپ ﷺ نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا: اس کو اندر آنے دو وہ اپنے قبیلے کا برا آدمی ہے، ماجرا یہ ہوا کہ اندر آنے کے بعد آپ ﷺ نے اس سے بڑی نرم گفتگو کی! (اس کے جانے کے بعد) میں نے جناب رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ نے اندر آتے وقت اس کے بارے میں وہ بات کی، پھر نرم گفتگو بھی فرمائی، آنحضرت ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

اے عائشہ! بات یہ ہے کہ آدمی ویسا ہی ہے جیسے میں نے کہا تھا مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص بہت برا ہے جس کو لوگ اس کی فحش گوئی کی وجہ سے چھوڑ دیں ۔ (۷)

اسی طرح رسول ﷺ نے تعدیل بھی فرمائی ہے چنانچہ امام داؤد (التوفی ۲۸۵ ھ)۔

اپنی مشہور کتاب ''السنن'' میں ایک طویل حدیث میں رسول ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں۔

" قال رسول ﷺ :نعم الرجل خريم الأسدی ، لو لا طول جمته ،و إسبال إزاره " . (۸)

'' رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا : خریم اسدی اچھا آدمی ہے، اگر ان کے بال لمبے نہ ہوتے، اور تہبند لٹکی ہوئی نہ ہوتی ''۔

اسی طرح دوسری اور روایات بھی ہیں جن سے جرح وتعدیل کی عملی تطبیق کے لیے رہنمائی ملتی ہے۔

حضرات صحابہ کرام اور تابعین کا طرز عمل:

بڑے اونچے درجے پر فائز صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ نے مذکورہ بالا قرآنی ہدایت اور اسوۂ رسول ﷺ کی روشنی میں راویوں کے متعلق کلام کیا ہے۔

چنانچہ صحابہ کرامؓ کی جماعت میں حضرت عمر بن خطاب (التوفی ۲۳ھ ھ)۔

علی بن ابی طالب (التوفی ۴۰ھ ھ)، عبادہ بن صامت (التوفی ۳۴ھ ھ)، عبداللہ بن سلام (التوفاہ ۴۳ھ ھ)، عبداللہ بن عباس (التوفی ۶۸ھ ھ) ، حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ (التوفاہ ۵۷ھ ھ) اور انس بن مالک (التوفی ۹۰ھ ھ أو بعدھا)، رضی اللہ عنھم اجمعین وغیرھم حضرات کے نام لئے جاتے ہیں۔ اسی طرح کبار تابعین میں بھی ایک بڑی تعداد سے جرح منقول ہے۔

چنانچہ حضرت سعید بن مسیب (التوفی ۹۳ھ ھ)، سعید بن جبیر (التوفی ۹۵ھ ھ)، ابوصالح ذکوان (التوفی ۱۰۱ھ ھ)، عروہ بن زبیر بن عوام (التوفی ۱۰۲ھ ھ)، حسن بن ابوالحسن بصری (التوفی ۱۱۰ھ ھ)، محمد بن سیرین (التوفی ۱۱۰ھ ھ)، عطاء بن ابی رباح (التوفی ۱۱۴ھ ھ)، عبدالرحمٰن الأعرج (التوفی ۱۱۷ھ ھ) اور انس بن سیرین (التوفی ۱۱۸ھ ھ) وغیرھمؒ حضرات سے اس سلسلہ میں کافی آثار مروی ہیں۔ (۹)

گزشتہ سطور سے یہ بات معلوم ہوئی کہ صحابہ کرام اور تابعین ضرورت کے وقت جرح وتعدیل سے کام لیتے تھے، البتہ اس زمانہ میں ''کذابین یا متھم بالکذب'' راویوں کی تعداد بہت کم تھی، اس لئے زیادہ تر لوگوں کے بارے میں جرح کے بہت زیادہ اقوال موجود

نہیں، لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا گیا، کذابین یا متھم بالکذب لوگوں کی تعداد بڑھتی گئی، نقدِ حدیثی کے حوالے سے مسائل روز بروز بڑھتے گئے، جس کی وجہ سے قرن ثانی میں جلیل القدر محدثین نے راویان حدیث کے متعلق خوب اہتمام سے چھان بین شروع کی۔

راویانِ حدیث کی باقاعدہ چھان بین کا آغاز:

احادیث کی باقاعدہ چھان بین کب سے شروع ہوئی؟ ہر حدیث کے لئے سند کا وجود، اور تمام رجالِ سند سے واقفیت کو بطورِ شرط لازم ضروری خیال کیا گیا اس کا آغاز کب سے ہوا؟۔

امام مسلمؒ المتوفی ۲۶۱ھ اپنی مشہور کتاب "الجامع الصحیح" کے مقدمہ میں ابن سیرینؒ (المتوفی) کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں

" حدثنا أبو جعفر محمد بن الصباح ،حدثنا اسماعیل بن زکریا، عن عاصم الأحول ،عن ابن سیرین،قال :لم یکونوا یسألون عن الاسناد ،فلما وقعت الفتنة ،قال :سموالنا رجالکم ،فینظرالی أهل السنة ،فیؤخذحدیثهم ، وینظرالی أهل البدع فلا یؤخذحدیثهم "

ترجمہ:۔محمد بن سیرینؒ نے فرمایا کہ وہ لوگ اسناد کے متعلق اتنا نہیں پوچھتے مگر جب فتنہ برپا ہوا، تو اب کہنے لگے کہ حدیث سے پہلے روایان کے نام لو تا کہ اہل سنت اور اہل بدعت کی پہچان وتمیز ہو سکے، اہل سنت کی روایت کو لیا جائے، اور اہل بدعت کی روایت کو مسترد کیا جائے۔

فنون حدیث قرنِ ثانی میں:

دوسری صدی ہجری میں جبکہ دربار نبوت سے براہ راست بارآور ہونے والی عظیم الشان ہستیاں موجود نہیں رہیں تھیں، اور ابو طفیل عمرو بن واثلہؓ المتوفی ۱۰۱ھ جیسے متاخر الانتقال صحابی بھی علی اختلاف الاقوال قرن ثانی کے آغاز ہی میں دنیا سے رخصت ہوئے، اور حدیث کے حمل ونقل کا گویا دارومدار ان کبار تابعین پر تھا جو اپنی عمروں کی آخری دہائیوں میں چل رہے تھے، یا متوسط اور صغار تابعین جن کو شمع نبوت کے پروانوں سے کچھ ملاقات رہی تھی، اور ان کی آنکھیں بھی ان قدسی صفات انسانوں کی زیارت سے مشرف ہوئی تھیں۔

ابھی نصف صدی گزری ہی تھی کہ دنیا ان لوگوں سے بھی تقریباً خالی ہوگئی جو پروانہائے شمع نبوت کا شرف رکھتے تھے بلکہ اب صرف وہ لوگ رہے تھے، جنہوں نے مذکورہ بالا شخصیات تابعین سے ملاقات کی تھی، ان کی صحبت اٹھائی تھی اور ان سے شرفِ تلمذ حاصل تھا۔ سلسلہ سند میں اتصال کامل کا مسئلہ بھی دوسری صدی کے نصف آخر میں اٹھا، اور نہایت زور وشور سے اس پر بحثیں ہوئیں، چونکہ اب ماحول کافی بدل چکا تھا، صحابہ کرام کے قریب لوگ بھی نہ رہے تھے، کمزوریاں روز بروز بڑھتی جارہی تھیں، ایسے لوگوں میں بھی مسلسل اضافہ ہوتا رہا جو اپنے مسلک اور منفرد رائے کی خاطر روایتیں گھڑنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے، پھر ایسے لوگوں میں پھیلایا کرتے تھے، ان وجوہات کی بناء پر اتصال کامل کی شرط حفاظتِ کا نقطہ نظر بن گئی، محدثین کرام نے مرسل روایات کے بارے میں سخت گیر موقف اختیار

کیا، امام شافعیؒ (التوفی ۲۰۴ھ) انہی حضرات کے سرخیل قرار پائے۔

ربیعہ بن عبدالرحمٰن (التوفی ۱۳۶ھ) سلیمان بن مہران الاعمش (التوفی ۱۴۸ھ) امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت (التوفی ۱۵۰ھ)، عبدالرحمٰن بن عمروالاوزاعی (التوفی ۱۵۷ھ) شعبہ بن حجاج (التوفی ۱۶۰ھ)، سفیان بن سعید الثوری (التوفی ۱۶۱ھ)، مالک بن انس عبداللہ (التوفی ۱۷۹ھ)، اور عبداللہ بن مبارک (التوفی ۱۸۱ھ) وغیرھم حضرات اسی مبارک سلسلے کی ان عظیم شخصیات میں سے ہیں، جنھوں نے صحابہ کرامؓ سے براہ راست یا ان کے ارشد تلامذہ اور طویل صحت یافتہ حضرات سے حدیث کی امانت کو حاصل کیا، اور محفوظ طریقہ سے بعد کی نسل کو منتقل کیا۔

ان حضرات کا راویوں کے متعلق جرح وتعدیل کرنے کی وجہ سے علوم حدیث کی بہت ساری انواع، ضوابط اور اصطلاحات وجود میں آگئیں، یہ نیا فن ابھی کتابوں میں مدوّن نہیں ہوا تھا، اکثر باتیں سینہ بسینہ اور صحبت بصحبت منتقل ہوئی گئیں، کچھ باتیں تحریر میں بھی آچکی تھیں۔

فنونِ حدیث قرنِ ثالث میں:

تیسری صدی ہجری شروع ہوئی، تو اس وقت احادیث نبویہ کی امانت کو منتقل کرنے والے تین طبقے، صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین گزر چکے تھے احادیث کی اسانید نے طویل سلسلوں کی شکل اختیار کرلی تھی، احادیث کی باقاعدہ کتابی مجموعوں کی عام وخاص میں اشاعت شروع ہوئی۔

مشرق ومغرب میں یہاں حدیث کی باقاعدہ مجالس کے انعقاد سے ایک نئی جہت سے چہل پہل کا آغاز ہوا، کتابیں نقل ہونے لگیں، محدثین نے بھی نئی جولانیاں کیں اور صحیح مجرد پر مشتمل مجموعے مرتب ہوئے، اتصالِ سند کے مسئلے میں نئی جہتیں پیدا ہوئیں، معاصرتِ مطلق، لقاء اور روایات کے مجموعے الگ سے مرتب کیے جانے لگے۔

حدیث کی طرح رجال کے تراجم پر بھی باقاعدہ تصنیف وتالیف کے سلسلے شروع ہوئے، مجالسِ حدیث کے لئے بھی قواعد وقرینوں کا التزام ضروری ٹھہرا، تحدیث واخبار پر بحثیں ہوئی، ابن معین (التوفی ۲۳۳ھ)، امام احمد (التوفی ۲۴۱ھ)، امام بخاری (التوفی ۲۵۶ھ)، امام مسلم (التوفی ۲۶۱ھ)، امام ترمذی (التوفی ۲۷۹ھ) اور ابوزرعہ رازی (التوفی ۲۱۸ھ) رحمھم اللہ تعالیٰ وغیرھم حضرات اسی زمانہ کے ان کبار محدثین میں ہیں جن کے قول وفعل سے فنونِ حدیث پر گہرے اثرات مرتب ہوئے، اور ان کے طرز واداء نے باقاعدہ فن میں جگہ پائی۔

چنانچہ بعد کے دور میں جتنی بھی بحثیں ہوئیں، ان سب کے لئے بنیادیں یہیں سے فراہم ہوئیں، اس صدی میں فنون کو تواتر وعمل میں باقی رکھنے کے لئے باقاعدہ تصنیفات میں جمع کیا گیا چنانچہ بعد کے لوگوں کو یہ علم تیسری صدی ہجری میں ترتیب شدہ کتابوں ہی کے ذریعہ منتقل ہوا۔

فنون حدیث قرن رابع میں:

چوتھی صدی ہجری میں فنون حدیث پر تصنیفی انداز میں اس نوعیت کا کام ہوا جو خود حدیث پر قرن ثانی کے آخیر اور قرن ثالث کے شروع میں ہوا تھا۔

چنانچہ ان علوم وفنون کو بھی تصنیفات میں مختلف ابواب وعنوانات کے تحت مرتب ومدون شکل میں پیش کیا گیا، جس سے سمجھنا اور استفادہ کرنا آسان ہوا۔ امام ابومحمد رامھر مزی (المتوفی ۳۶۰ھ) نے "المحدث الفاصل بین الراعی والواعی" نامی کتاب اسی قرن میں لکھی جس کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (المتوفی ۸۵۲ھ) نے فرمایا کہ یہ مصطلح الحدیث پر اولین کوشش ہے۔ (۱۱)

اسی طرح امام ابن حبان (المتوفی ۳۵۴ھ) نے مختلف فنون پر کئی کتابیں لکھیں چنانچہ محقق شعیب الارنوؤط نے "صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان" کے مقدمہ تحقیق میں حدیث اور علوم حدیث کے موضوع پر تقریباً پندرہ تک کتابیں محدث موصوف کی شمار کروائیں ہیں۔ (۱۲)

حاکم نیسابوری (المتوفی ۴۰۵ھ) کا انتقال اگرچہ پانچویں صدی کے آوائل میں ہوا، مگر ان کی زندگی کا اکثر حصہ اسی قرن رابع سے متعلق ہے، انہوں نے "معرفة علوم الحدیث (۱۳)، المدخل الی الاکلیل (۱۴)، اور المدخل الی الصحیح (۱۵) وغیرھا کتابیں لکھیں، جو اہم مراجع کے طور پر مصطلحات حدیث کے اہالیان کے ہاں متعارف ہیں۔ چوتھی صدی ہجری میں فنونِ حدیث کے متعلق ان تمام باتوں کو کتابی شکل میں محفوظ کرلیا گیا جو سلف سے سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی چلی آرہی تھیں۔

چنانچہ اس کے بعد فن کی انہی بنیادی مصادر ومراجع کی بنیاد پر تھذیب وترتیب کا کام کیا گیا۔

امام ابونعیم اصبھانی (المتوفی ۴۳۰ھ)، امام بیہقی (المتوفی ۴۵۸ھ)، ابن عبدالبر اندلسی (المتوفی ۴۶۳ھ) اور خطیب بغدادی (المتوفی ۴۶۳ھ) وغیرھم حضرات آئے، پھر اس سلسلے میں وہ کام ہوئے، جو دوسرے فنون پر شاید وباید ہوئے ہوں، جس کی منظر کشی علامہ شیخ عبدالفتاح أبوغدہ نے اپنی مشہور کتاب "لمحات من تاریخ السنة علوم الحدیث" میں کی ہے، موصوف لکھتے ہیں۔

" فنشأ هذاالعلم من عهدالصحابة الكرام برعماً لطيفاً ،ثم نما وازداد ،وقوى ،واشد فى القرن الأوّل والثانى ،وامتدواتسع وبدأ يتكامل فى القرن الثالث والرابع ،وهكذا حتى اكتمل في القرن التاسع من الهجرة الشريفة ،فكثرت فيه الكتب ،تنوعت فيه المؤلفات ،ثم درست فيه فى عصرنا بعض المسائل والجزئيات والشخصيات دراسة خاصة ،فقارب النضج ،والاحتراق ،وإن كان العلم ليس له' غاية ولانهاية " . (۱۶)

صحابہ کرامؓ کے دور میں علم حدیث کی ایک باریک سی کونپل نکل آئی، پھر اس کی نشونما ہوتی رہی، اور یہ کونپل بڑھتی رہی، مظبوط ہوتی رہی، پہلی صدی ہجری اور دوسری صدی ہجری میں خوب مظبوط ہوگئی، پھر مزید بڑھتی رہی، تیسری صدی ہجری اور چوتھی صدی ہجری میں مکمل ہونے لگی، اس کی نشونما برابر ہوتی رہی یہاں تک کہ نویں صدی ہجری میں اپنی حد تک پہنچ گئی، اس علم پر نوع بہ نوع بہت کتابیں لکھی گئیں،

ہمارے زمانے میں بھی اس کے بعض مسائل، جزئیات اور شخصیات پر باقاعدہ تحقیقی کام ہوئے، اس طرح سے یہ کشت علم تیار ہو کر پکنے، بلکہ جلنے کے قریب ہوئی، پھر بھی علم کی کوئی انتہاء نہیں ہوتی اکابر دیوبند نے درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور وعظ وارشاد کے ذریعہ حدیث اور علوم حدیث کے اس شجرہ ثمر بار کی خوب خوب آبیاری کی، ہنوز یہ سلسلہ برابر جاری ہے، برصغیر پاک وہند، بنگلہ دیش اور دیگر ممالک میں وابستگان دیوبند کے مدارس وجامعات میں موقوف علیہ اور دورہ حدیث کے عنوان سے صبح وشام مجلسِ نبوی جیسا نظارہ ہوتا ہے، جس کا ہر فرد بشر مشاہدہ کرسکتا ہے۔

اس کے علاوہ بھی خاص فنونِ حدیثہ کے حوالے سے دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہانپور، جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن اور جامعہ فاروقیہ کراچی اور پاکستان کے دیگر اضلاعوں کے چیدہ چیدہ جامعات میں تخصص کے عنوان سے خدماتِ حدیث کا ایک سلسلہ جاری وساری ہے، جہاں پر حدیث اور علوم حدیث کے حوالے سے نت نئے مسائل، تخریجاتِ حدیث، درایۃ اسانید اور تراجمِ رجال وغیرھا پر تحقیقی کام جاری ہیں، اور یوں وابستگانِ دارالعلوم دیوبند اپنے اکابر کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے، اس سلسلہ میں مزید خدمات ترقیات کی طرف پیش رفت کرتے رہینگے۔

ان شاء الله تعالیٰ

حوالہ جات اور مآخذ:

(۱) تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی : الیسوطی : ۲۵/۱، تحقیق : ابوقتیبه نظرمحمد الفریابی ناشر :دارطیبه، ریاض، سعودیه، اشاعتِ پنجم : ۱۴۲۵ھ.

(۲) تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی : ۲۶/۱.

(۳) مکمل بیان القران تهانوی : ۴۲/۱۱، ناشرمیرمحمد کتب خانه آرام باغ کراچی.

(۴) مقدمه الصحیح للامام مسلم : ۹۰۸/۱، تحقیق : محمد فواد عبدالباقی، ناشر: دارالکتب العلمیه بیروت.

(۵) مکمل بیان القران : ۴۲/۱۱.

(۶) الکامل فی ضعفاء الرجال : ابن عدی : ۴۸/۱، تحقیق محمدعلی بیضون، ناشر دار الکتب العلمیه بیروت.

(۷) الصحیح للبخاری بشرح فتح الباری : ابن حجر، باب مایجوزمن اغتیاب أهل الفساد والریب، ۴۷۱/۰، ناشر: دارالفکربیروت.

(۸) السنن لأبی داؤد، باب : فی اسبال الازار : ۴۱۶/۴، رقم: ۴۰۸، تحقیق : محمدعوامه، ناشر: مؤسسة الریان، بیروت، لبنان.

(۹)الکامل فی ضعفاء الرجال ، ۱/۱۱۷-۱۳۲ .

(۱۰) مقدمه الصحیح المسلم : ۱/۱۵ .

(۱۱)نزهة النظر فی شرح نخبة الفکر فی مصطلح أهل الأثر ،ص:۳۴،تحقیق :نور الدین عتر، ناشر :الرحیم اکیڈمی کراچی .

(۱۲)صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان ، ۱/۲۹-۱۳ ،تحقیق :شعیب الأرنؤط، ناشر: مؤسسة الریان ، بیروت ،لبنان.

(۱۳) حاکم نیسابوری کی یہ کتاب ''معرفة علوم الحدیث ''پہلی مرتبہ ڈھاکہ یونیورسٹی کے پروفیسرڈاکٹرمعظم حسین کی تحقیق سے دائرة المعارف العثمانیه حیدرآباددکن سے ۱۹۳۵ء میں چھپی،اس کے بعد محمد سلطان نمنکانی نے اسے فوٹولے کرمدینہ منورہ سے ۱۹۷۰ء میں شائع کروایا،حال میں یہ کتاب احمد بن فارس السلوم کی تحقیق سے دارابن حزم سے شائع ہوئی ہے پہلی طباعت ۱۴۲۴ھ میں ہوئی ہے۔

(۱۴) حاکم نیسابوری کی دوسری کتاب ''المدخل اِلی الاکلیل '' پہلی مرتبہ حلب کے مشہورعالم شیخ محمد راغب الطباخ کی تحقیق سے ۱۳۵۱ھ میں چھپی،جس پر محقق العصر مولانا محمد طارق اٹکی نے اس کے تعریب بھی کی جو چھپ چکی ہے،حال میں یہ کتاب محقق معتز الخطیب کی تحقیق سے دارالفیحاء دمشق سے شائع ہوئی ہے۔

(۱۵) حاکم نیسابوری کی تیسری کتاب ''المدخل اِلی الصحیح '' ڈاکٹر ربیع بن ہادی عمیر المدخلی کے شاگردوں کی تحقیق سے مکتبة الفرقان ، عجمان ، امارات سے ۱۴۱۲ھ کو چھپ چکی ہے،جنہوں نے بوجوہ اپنا کام استاد صاحب کی طرف منسوب کیا۔

(۱۶) لمحات من تاریخ السنة وعلوم الحدیث :عبدالفتاح أبوغده : (ص : ۹۹،ناشر: المکتبة العلمیه لاهور).

......☆☆☆☆☆......